سوال

ایک شخص کے ساتھ ایک برس تک عقد نکاح رہااور سال بعد رخصتی ہوئی تو میں اس شخص کے ساتھ ایک ہفتہ تک رہی ، اس نے مجھے طلاق دے دی لیکن میں ابھی تک کنواری ہوں ،مجھے علم ہواکہ میری کوئی عدت نہیں ، اوراب طلاق کو بھی پانچ برس ہوچکے ہیں ابھی تک میری شادی نہیں ہوئی ، اب سنا ہے کہ مجھے عدت ضرور گزارنا ہوگی کیا یہ بات صحیح ہے ، برائے مہربانی میرے معاملہ کے بارہ میں تفصیلی معلومات فراہم کریں ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمدالله تعالی کےلیے، اوردوروو سلام ہوں الله کے رسول پر، بعدازاں :

اول :

اہل علم اس پر متفق ہیں کہ عدت اسی صورت میں ہوگی جب خاونداپنی بیوی سے وطئی یعنی ہم بستری اور مجامعت کرے؛کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اے ایمان والوجب تم مومن عورتوں سے نکاح کرواورانہیں چھونے (جماع کرنے) سے قبل ہی طلاق دے دو تو تمہارےلیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کروالاحزاب (49).

فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ اس آیت میں چھونے سے مراد جماع ہے اور بطور کنایہ چھونا کہا گیا ہے

اسی آیت کی بنا پر فقہاء اس پر بھی متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص عقد نکاح کے بعد اس سے خلوت اوردخول کرنے سے قبل اسے طلاق دے دے تو بھی کوئی عدت نہیں ہوگی

ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ " احکام القرآن " میں رقمطراز ہیں :

" یہ آیت نص ہے کہ دخول سے قبل طلاق دی جائے تو کوئی عدت نہیں ہوگی ، اوراسی آیت کی بنا پر امت کا اس پر اجماع ہے ، اوراس پر بھی اجماع ہے کہ اگر خاوند نے بیوی سے جماع کرلیا تواس پر عدت ہوگی؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

یہ طلاق (رجعی) دوبار ہے ، پھر یا تو اچھے طریقہ سے رکھ لینا ہے ، یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے البقرۃ (229).

اوراللہ تعالی کا فرمان ہے :

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم عورتوں کو طلاق دو توانہیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو اور عدت شمار کرو الطلاق (1). انتہی

اس میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص بیوی سے خلوت کرکے طلاق دے تو جمہور فقہاء احناف مالکیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ اسے عدت گزارنا ہوگی؛ کیونکہ خلوت دخول کے قائم مقام ٹھرتی ہے

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اہل علم کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ چھونے یعنی مباشرت کے بعد طلاق دینے سے عدت واجب ہوتی ہے؛ لیکن اگر کسی شخص نے خلوت توکی لیکن اس سے ہم بستری نہیں کی اور طلاق دے دی تو امام احمد رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے کہ اس پر عدت واجب ہوگی، اور خلفاء راشدین اور زید اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے یہ بھی یہی مروی ہے، اور عروۃ علی بن حسین اور عطاء اور زہری اور ثوری اور اسحاق اور اصحاب الرائے کا بھی یہی قول ہے، اور شافعیہ کا بھی ایک قدیم قول یہی ہے

اس کی دلیل صحابہ کرام کا اجماع ہے؛جیسے امام احمد رحمہ اللہ اور اثرم نے اپنی سند کے ساتھ زرارۃ بن اوفی سے روایت کیا ہے کہ :

"خلفاء راشدین کا یہ فیصلہ ہے کہ جس نے بھی پردہ گرا لیا، یا دروازہ بند کر لیا تو مہر واجب ہو جائیگا، اور عدت واجب ہو جائیگی"

اور اثرم نے احنف سے بھی درج ذیل روایت بیان کی ہے :

عن عمر وعلی وعن سعید بن المسیب عن عمر وزید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہم "

یہ فیصلے مشہور ہیں اور کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا اس طرح یہ اجماع بن گیا، امام احمد رحمہ اللہ نے اس کے خلاف روایت کو ضعیف قرار دیا ہے "انتہی بتصرف واختصار

دیکھیں : المغنی (80/8).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے :

حنفیہ مالکیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ صحیح نکاح کی صورت میں صحیح خلوت ہو جائے تو طلاق کی صورت میں عدت واجب ہوگی

اور مالکیہ کے ہاں صحیح خلوت کی حالت میں عدت واجب ہو جائیگی چاہے خاوند اور بیوی وطئ سے انکار بھی کرتے ہوں؛ کیونکہ عدت تو اللہ سبحانہ وتعالی کا حق ہے، اور یہ حق ان دونوں کے وطئ کے انکار سے ساقط نہیں ہوگا" انتہی مختصرا

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (273/19).

اس بنا پر آپ کا رخصتی کے بعد اپنے خاوند کے پاس دو ہفتے تک رہنا جمہور علماء کرام کے ہاں یقینی خلوت کا باعث ہے اور اس سے عدت واجب ہوگی، اور آپ نے عدت بسر نہ کر کے غلطی کا ارتکاب کیا ہے، اب عدت فوت ہو جانے کی بنا پر آپ کے ذمہ کچھ لازم نہیں آتا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

"لیکن اگر عورت نے جہالت کی بنا پر عدت ترک کر دی یا عدت بسر ہی نہ کی تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں آئیگی، اور عدت کا عرصہ ختم ہونے پر عدت ختم ہو جائیگی" انتہی

دیکھیں : اللقاء الشھری (21/77).

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

120018